رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
کروں گا دور اس منہ سے اندھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی

جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

فاروق

ایڈیٹر و پرائیٹر ایم قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۱۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دارالامان کی خیریں

حضرت امیر المؤمنین فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نصرہ کو کھانسی کی شکایت تھی۔ اب بفضلہ تعالےٰ پہلے سے نسبتاً صحت ہے۔ احباب حضور کی صحت و عافیت و درازی عمر کی دعائیں کریں اور ثواب لیں ٭

ڈاک خانہ قادیان

کے متعلق احمدیہ پبلک کو کچھ شکایتیں پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ جن کے متعلق سب پوسٹماسٹر صاحب قادیان سے عرض کیا گیا ہے اور ایک اہم شکایت کے بارے میں ان سے بذریعہ چٹھی تصدیق چاہی گئی ہے۔ جس کا جواب آج ۱۱ مارچ تک نہیں ملا۔ حالانکہ چٹھی مذکور ہم نے ۹ مارچ کو بھیجی تھی۔ شکایات و خیر

ایڈیٹر فاروق پر مقدمہ۔

اور اس معاملہ کے بارے میں آئندہ اشاعت میں مفصل لکھا جائے گا ٭

فاروق کے ایک مضمون پر ولایت علی نامی کسی شخص نے جس سے ہم واقف نہیں زیر دفعہ ۵۰۰/۵۰۱ تعزیرات ہند خاکسار ایڈیٹر فاروق کے نام عدالت میں مقدمہ دائر کیا ہے جسکی پیشی بمقام بٹالہ ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۱۸ء کو ہو گی۔ ولایت علی کی بابت سنا گیا ہے کہ وہ گورداسپور میں کسی وکیل کا ایجنٹ ہے۔ تاریخ کے بعد جو حالات ہونگے۔ اُن سے ناظرین فاروق کو اطلاع دیجائیگی +

۱۴ مارچ

آج وہ دن ہے کہ جب ابلیس نے کھائی شکست
کر دیا فضل عمر نے خوب اس کا بندوبست
دُرّۂ فاروق سے ایسا ہوا وہ بد حواس
اک گڑھے میں جا گرا۔ سو جہانہ کچھ بالا و پست

تبلیغ رسالت جلد اوّل

حضرت مسیح موعودؑ کے سب سے پرانے اشتہارات کا مجموعہ پریس میں چلا گیا ہے۔ انشاء اللہ جلد تر پہلی جلد طبع ہو کر ہدیہ ناظرین ہو گی۔ آگے کاتب لکھ رہا ہے۔ درخواست خریداری بہت جلد دفتر فاروق میں آنی چاہیئے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک ہے ٭

ضرورت ہے۔ حقیقۃ الوحی۔ انجام آتھم۔ تریاق القلوب کی اگر کوئی صاحب قیمتاً دینا چاہیں۔ تو خاکسار ایڈیٹر فاروق کو ان کی ضرورت ہے۔ اطلاع دیں ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شوخیٔ تحریر

(از شہاب مالیر کوٹلوی)

لے شوخیٔ تحریر ترا زور دکھا دوں
ہاں قصر بطالت میں تہلکہ سا مچا دوں
قرآن کے ہتھیار سجا کر میں بدن پر
ذریت شیطان کو دنیا سے مٹا دوں
اللہ نے بخشی ہے عجب صدق کو عظمت
کذاب کے پر کاٹ کے دلبہ سا بنا دوں
جب نعرۂ تکبیر سے آگے کو بڑھوں میں
ہنستے ہوئے دشمن کو رلا دوں میں رلا دوں
میں وقف رہِ مذہب اسلام ہوں ایسا
کیا چیز ہے یہ مال میں جاں تک بھی لٹا دوں
میں ساقیٔ تسنیم کی گودوں کا پلا ہوں
جو پائے ہدیٰ کے لئے اک نہر بہا دوں
قسام ازل نے مجھے بخشے ہیں خزینے
جو طالب مولا ہو اُسے ان کا پتہ دوں
واقف کیا اللہ نے اسرارِ ہدیٰ کا
ابناء زمان آئیں سبق انحو پڑھا دوں
کیا پوچھتے ہو طبع رواں کا جزر و مدّ
پیدا ہوں کنارے تو کوئی تم کو بتا دوں
مدّاح ہوں میں حضرت مہدیٔ زماں کا
اس نام سے اب گوہر معنی کو جلا دوں
کیوں نائرہ کید سے دھمکاتے ہو مجھکو
میں وہ ہوں کہ نمرود کی بھی کو بجھا دوں
اک آہ جہاں سوز جو کھینچوں تو اسی دم
کفر و ستم و جور کی بنیاد ہلا دوں
ایمان کا دعویٰ ہے تو دکھلاؤ وگرنہ
کیوں عقد ثریا سے نہ ایمان کو صلا دوں
غافل ہے! وہ بیگانہ ہے اسرار خدا سے
کیوں قدس کے دربار سے اسکو نہ ہٹا دوں
تقوے سے اگر کام ہو اس شوخ کو کچھ بھی
کیوں مہدیٔ موعود کا چہرہ نہ دکھا دوں
ہے دیر اشارہ کی وگرنہ ابھی دیکھو
ہاں یاد ہی رکھے اسے وہ پانچ نچا دوں
سن رکھا فقط نام پیمبر ہے جنھوں نے
گر دیکھیں تو اللہ کا نبی ان کو دکھا دوں
مردوں کا مدد گار بنا ایک مجاور
لے آؤ جو آئینہ تو شکل اسکی دکھا دوں

حافظ سلیم احمد خان احمدی آف اٹاوہ متعلم مدرسہ احمدیہ

تمنا ہے مرے دل کی الٰہی جب یہ دم نکلے
نبی کا کلمۂ طیب زبان سے دم بدم نکلے
برابر کس طرح ہو حسن یوسف حسن احمدؐ کے
خدا بھی جس کا عاشق ہو وہ کیوں خوبی میں کم نکلے
خدا کی راہ میں سب جان و مال اپنا کیا قربان
پیمبر کے نواسے کس قدر ثابت قدم نکلے
کیا کفر جہان غارت مٹایا شرک و بدعت کو
جو لیکر تیغ وحدت ہاتھ میں شاہ امم نکلے
ہوا جب کوچ دنیا سے سوئے ملک عدم اپنا
تو صدہا حسرتیں لاکھوں تمنا لیکے ہم نکلے
کئے جب دشمنوں نے دین احمدؐ پر بہت حملے
فرشتوں نے کہا ٹھیرو کہ سلطان القلم نکلے
ہوا جب زور بدعت کا تو پھر اس کے مٹانیکو
خدا کے فضل سے فاروق و تشحیذ الاذہان نکلے
بہت مغموم رہتا ہوں میں فرقت میں رسول اللہ
تمہاری مہربانی ہو تو دل سے رنج و غم نکلے
ہماری عشق میں شہرت ہوئی اس درجہ اے حافظ
ہزاروں انگلیاں اٹھیں جدھر سے ہو کے ہم نکلے

قطعہ تاریخ کی ضرورت ہے

اخی ام شیخ مشتاق حسین صاحب سیٹ ایجنٹ سیالکوٹ نے ایک مکان گوجرانوالہ میں تعمیر کرایا ہے جس کا تاریخی نام "دار السلام مشتاق حسین" رکھا ہے اس نام میں ۱۳۳۶ھ ہجری نکلتا ہے۔ اور اوپر اس کے ھذا من فضل ربی لکھا ہے۔ جسمیں سن عیسوی محفوظ ہوا ہے۔ اب آپکی خواہش ہے کہ شاعران سلسلہ احمدیہ تھوڑی سی تکلیف گوارا فرما کر ایسا قطعہ تاریخ مکان مذکور کا تحریر فرماویں۔ جسمیں سن ہجری و عیسوی یا دونوں میں سے ایک ضرور ہو۔ اور احمدیت بھی اس قطعہ سے جلی طور پر نمایاں ہو۔ تاکہ یہ قطعہ پتھر پر کندہ کرکے صدر دروازہ پر لگایا جاوے۔ پس احمدی احباب جن کو اس علم میں دخل ہے۔ براہ مہربانی شیخ صاحب موصوف کی خواہش کے مطابق قطعہ تاریخ لکھکر خاکسار ایڈیٹر فاروق کے نام ارسال فرماویں۔ اور ثواب شکریہ کا موقعہ حاصل کریں ؛

امید ہے۔ کہ مختار شاہجہانپوری۔ صادق اٹاوی یا دیگر احباب جلد اس کا شکریہ حاصل کرینگے ؛

اخبار فاروق مفت!

ایک دوست دو پرچے فاروق کے کسی غیر مستطیع مگر شایق اخبار کے نام ایک سال کے واسطے جاری کرانا چاہتے ہیں۔ پس ایک غیر احمدی کی درخواست آنی چاہیئے۔ جس کو صرف ۱۲ر محصول ڈاک کے ادا کرنے پر ایک سال تک فاروق مفت ملتا رہے گا ؛

فاروق نصف قیمت پر

دو کم استطاعت والے ایسے احمدی درخواست کریں۔ جو نصف نصف چندہ سالانہ ادا کرکے پورا سال بھر اخبار لیتے رہیں یعنے بجائے چار روپیہ سالانہ کے دو دو روپیہ سالانہ دیں۔ تو دونوں کو سال بھر تک اخبار نصف چندہ میں ملیگا۔ اسطرح دو اخباروں کے تین اخبار دوست موصوف کی طرف سے جاری ہو سکینگے جس کا لگنا ثواب ان کو ملیگا۔ مستحقین جلد دفتر فاروق میں درخواست کریں۔ یہ پرچے شروع سال ۱۹۱۸ء سے جاری ہونگے ؛

دعا کامیابی امتحان

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے لڑکے انٹرنس کا امتحان دے رہے ہیں۔ احباب سب کی کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔ اللہ تعالےٰ ہمارے سب بچوں کو امتحان میں پاس کردے۔ آمین ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان یوم پنجشنبہ ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۱۸ء

ایک شیعہ کی منطقی دلائل

وفات مسیح کے دلائل پر

(از جلال الدین متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

ایک صاحب اپنے آپکو کبار شیعہ میں سے سمجھنے والے اخبار ذوالفقار ۲۸ فروری سنہ ۱۹۱۸ء میں مضمون مکتوبہ تشحیذ الاذہان دسمبر سنہ ۱۹۱۷ء بعنوان (وفات مسیح از روئے علم منطق) کے دلائل پر دو ماہی نوم کے بعد بیدار ہو کر جرح کرتے ہیں اور اپنی من گھڑت باتوں پر ایسے نازاں اور مسرور ہیں جیسے کسی بڑے ملک کو فتح کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب موصوف تنقید کرنے کے وقت مخبوط الحواسی کی بیماری میں مبتلا تھے۔ کیونکہ ایسی مضحکہ خیز اور رکیک باتیں اپنی کوتاہ اندیشی کی وجہ سے کی ہیں۔ جن کی رکاکت وضعف عاقل پر مخفی نہیں۔ پس مختصراً اس کے سوالات کا جواب لکھدینا مجرد عن الفائدہ نہ ہوگا ؛

قولہ - پہلی دلیل (صغریٰ) مسیح پر توفی کا لفظ اس طور سے کہ خدا فاعل اور مسیح مفعول جو کہ ذی روح ہیں سے آیا ہے۔ (کبریٰ) اور جس پر توفی کا لفظ اس طور سے کہ خدا فاعل اور مفعول ذی روح ہے۔ بولا گیا ہے اس کا قبض روح ہو چکا ؛ نتیجہ۔ مسیح کا قبض روح ہو چکا ہے) اس دلیل کا کبریٰ غلط ہے۔ کیونکہ توفی کے معنے لغت میں پورا کرنے کے ہیں۔ پس یہاں پر توفیتنی کے معنے یہ ہیں۔ کہ جب تو نے میری مدت نبوت پوری کردی ؛

اقول - معلوم ہوتا ہے کہ صاحب موصوف میں غور و فکر کرنے کا تو مادہ بالکل پایا ہی نہیں جاتا۔ کیونکہ دلیل میں یہ حصر کیا گیا ہے کہ جب توفی کے لفظ کا اطلاق اس نمط پر کہ خدا فاعل اور مفعول ذی روح ہو کیا جائے تو اسکے معنے سوائے قبض روح کے کوئی نہیں ہو سکتے ہاں پورا لینے کے معنے ایسے ہو سکتے ہیں۔ جو قبض روح پر دلالت کرتے ہوں۔ جیسے کہ تفسیر بیضاوی زیر آیت والذین یتوفون منکم الخ کے معنے بعض نے یستوفون اجالھم کے کئے ہیں۔ اگر ایسی حالتیں قبض روح کے سوا توفی کے معنے ہوں تو آپ چند مثالیں مستعملات عرب یا لغات میں سے دکھلائیں۔ انشاء اللہ آپ ایسی مثال ہرگز کہیں نہیں پائینگے پھر صرف لاف وگزاف پر ناز کرنا تو حمقا و جہلا کا کام ہے ؛

پھر صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ یہاں پر توفیتنی کا معنی مدت نبوت کا پورا ہونا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتا۔ کہ مدت نبوت کے پورا ہونے کے کیا معنے؟ کیا یہ کہ وہ پہلے نبی تھے۔ پھر ان کو نبوت سے عاری کیا گیا۔ اور عاریتاً ان کو نبوت عطا کیگئی تھی۔ جو بعد گذرنے مدت عاریتاً کے واپس لی گئی۔ اسکی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ سرقت عینہ۔ اور مراد اس سے سونے کا چرانا ہو۔ لیکن مخاطب کہے کہ اس سے مراد آنکھ کا چرانا ہے۔ کیونکہ عین کے معنے آنکھ کے ہوتے ہیں۔ تو لوگ اس کو احمق کہینگے یا نہیں؟ اگر کوئی کہے کہ یہاں پر سرقہ لفظ دلالت کرتا ہے کہ اس کے معنے سونے کے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ یہاں بھی توفی کے لفظ کا مذکورہ بالا نمط پر واقع ہونا قبض روح کے معنوں کا قرینہ ہے ؛

پھر دوسری بات یہ ہے کہ مسیح پر جب یہ قیامت کو سوال ہوگا۔ تو وہ جواب دینگے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ میری توفی کے بعد انہوں نے کیا کیا۔ ہاں میری موجودگی میں انہوں نے شرک کو اختیار نہیں کیا۔ اگر مسیح نے دوبارہ دنیا میں نزول فرمانا تھا۔ تو ان کو چاہیئے تھا کہ وہ جواب دیتے۔ ہاں حضور انہوں نے شرک کو اختیار تو کیا تھا لیکن میں نے دوبارہ جاکر انکو پھر سیدھے رستہ پر قائم کیا۔ مگر دیکھئے وہ جواب نفی میں دیتے ہیں یعنی مجھے معلوم نہیں کہ وہ میری توفی کے بعد مشرک ہوئے یا موحد رہے۔ پس اگر وہ آکر دیکھیں گے۔ پھر نفی میں جواب دینگے۔ تو اس طرح نعوذ باللہ مسیح کاذب ٹھہرتے ہیں ؛

قولہ - دوسری دلیل (مسیح ناصری رسول کریم سے پہلے ایک رسول تھے۔ اور وہ تمام رسول جو نبی کریم سے پہلے تھے۔ وفات پا چکے ہیں ؛ نتیجہ مسیح وفات پا چکے ہیں) اس دلیل کا بھی کبریٰ فاسد ہے۔ اسلئے کہ ہر اس رسول کا وفات پا جانا جو رسول کریم سے پہلے تھے ممنوع ہے۔ جیسے حضرت الیاس اور ادریس اور نیز مصادرہ علی المطلوب لازم آتا ہے۔ جو ممنوع ہے۔ اور کلیہ کبریٰ باطل ہو گئی تو شکل اول نہ رہی۔ اور نتیجہ غلط ہوا ؛

اقول - صاحب موصوف کا یہ کہنا کہ ہر اس رسول کا مردہ ہونا جو نبی کریم سے پہلے تھے۔ ممنوع ہے۔ کیونکہ حضرت الیاس اور ادریس زندہ ہیں۔ بنفس ذاتہ ایک دعویٰ ہے جو کہ دلیل کا محتاج ہے۔ پھر دعوے کو دلیل بنا کر پیش کرنا مصادرہ علی المطلوب ہی تو ہے۔ اور دلیل عموم میں مصادرہ علی المطلوب لازم نہیں آتا۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ کوئی رسول زندہ نہیں۔ جیسے کہ آیات قرانیہ سے ثابت ہوا۔ ہاں اگر یہ کہو کہ رسول کریم سے جو پہلے رسول تھے۔ انہیں سے مسیح بھی ہے۔ اسواسطے جب تک ان کو دلیل میں شامل نہ کر لیا جائے۔ کلیہ صادق نہیں آسکتا۔ حالانکہ دعوے بھی انہیں کے متعلق ہے تو میں کہتا ہوں کہ اسطرح کوئی دلیل بھی صحیح نہیں ہو سکتی مثلاً منطقی ایک مثال پیش کیا کرتے ہیں کہ العالم متغیر وکل متغیر حادث فالعالم حادث۔ اب العالم حادث دعویٰ ہے دلیل کیا ہے کہ وہ متغیر ہے۔ اور ہر ایک متغیر حادث ہوتا ہے تو اب کل متغیر حادث ہی۔ تو تب ہی کلیہ ہوگا۔ جبکہ العالم حادث کو اس میں شامل کیا جائے۔ حالانکہ منطقی اس کو دلیل مانتے ہیں ؛

قولہ - تیسری دلیل (کہ مسیح معبود من دون اللہ مانے جاتے ہیں۔ اللہ جسقدر معبود من دون اللہ مانے جاتے ہیں وہ مردہ ہیں۔ نتیجہ۔ مسیح مردہ ہیں) اس کا بھی کبریٰ ممنوع ہے اس لئے کہ تمام معبود من دون اللہ کا مردہ ہونا ثابت نہیں (کیونکہ بعض زندہ بھی ہو سکتے ہیں) مثلاً کواکب یا عناصر کہ جنکو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اکثر لوگ یوں حجت میں ملاں کے اوپر موت کا اطلاق مشکل ہے۔ کیونکہ ستاروں کو کوئی مردہ نہیں کہتا۔ اور نہ ان پر موت بعد الحیات طاری ہوئی ہے۔ اور اموات سے مراد بے حس و بے جان ہیں۔ اور مسیح حقیقتاً زندہ ہے نہ بے جان و بے حس ؛

اقول۔ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون ۔ اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون میں ایک تو لا یخلقون شیئاً قرینہ اس بات کا ہے۔ کہ اس سے مراد وہ معبودین من دون اللہ ہیں۔ جنکی طرف خلق کا فعل منسوب کیا جاتا ہے اور آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ مسیح کی طرف بھی خلق کا فعل (پیدا کرنا) منسوب کیا جاتا ہے جسکی خدا تعالیٰ نفی کرتا ہے۔ وہ خلق نہیں کہتے۔ کیونکہ مخلوق خالق نہیں ہو سکتا ؛

دوسرا قرینہ اس بات کا کہ یہاں پر وہ معبودین من دون اللہ مراد ہیں جو پہلے زندہ تھے جسپر اموات غیر احیاء کا لفظ ہے۔ کیونکہ اگر غیر احیاء ہی مراد تھے۔ جیسے کواکب وغیرہ۔ تو غیر احیاء کے لفظ لانے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ اور صرف اموات کیوں نہ فرما دیا۔ ایک ایسی چیز (جو فی حد ذاتہ بے جان و بے حس ہے۔ جسکو تمام لوگ بے جان و بے حس مانتے ہیں) کی نسبت یہ خبر دینا کہ فلاں چیز بے حس ہے۔ تحصیل حاصل ہے۔ مثلاً اسی معترض سے کوئی کہے۔ کہ میں آپ کو ایک نئی خبر بتاتا ہوں۔ وہ کیا کہ آپ نے فلاں تاریخ کو اخبار ذوالفقار میں ایک مضمون دیا۔ تو آپ اس کو سوائے اسکے اور کیا جواب دینگے۔ کہ یہ کیسی بے ہودہ بات کرتا ہے کیا جس نے مضمون دیا ہے۔ اسکو معلوم نہیں کہ میں نے مضمون دیا ہے ؛

تیسرا قرینہ۔ وما یشعرون ایان یبعثون یعنی یہ ایسے معبودان باطلہ کے متعلق جو قیامت کے دن مبعوث ہونگے۔ یا جو بعثت من القبور کا احساس و شعور رکھنے کے اہل ہیں ؛

چوتھا قرینہ اس بات پر کہ اموات سے وہ من دون اللہ مراد ہیں۔ جو پہلے ذی شعور تھے۔ لفظ ما یشعرون ایان یبعثون ہے۔ یعنی اب ایک چیز کے لاحق اور عارضی ہونے کی وجہ سے ان میں شعور نہیں پہلے صاحب شعور تھے۔ اور کواکب وغیرہ تو پہلے ہی ذی شعور نہیں ؛

قولہ۔ چوتھی دلیل (مسیح کھانا کھایا کرتے تھے اور جو کھانا کھایا کرتے تھے۔ وہ وفات پا چکے ہیں۔ نتیجہ۔ مسیح وفات پا چکے ہیں)

اس دلیل کا کبریٰ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ ہر کھانا کھانے والے کے لئے فی الوقت مردہ ہونا لازم نہیں۔ ورنہ چاہیئے۔ کہ دنیا میں جتنے کھانا کھانے والے ہوں وہ فی الوقت مردہ ہوں۔ حالانکہ ایسا نہیں ؛

اقول۔ بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ کو صرف نحو سے بالکل مس نہیں۔ ورنہ آپ آسانی سے سمجھ سکتے تھے کہ کانا ماضی کا صیغہ ہے۔ جو گذشتہ زمانے پر دلالت کرتا ہے نہ کہ حال پر۔ ہاں شاید آپ کی کسی کتاب میں کانا کا لفظ حال کے زمانہ کے لئے بھی وارد ہوتا ہو۔ سنئے صاحب! اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ فی الحال اکل طعام نہیں۔ زمانہ غابر میں تھی۔ پس اب ان کا اس زمانہ میں کھانا نہ کھانا باوجود لوازم بشریت کے پایا جانے کے انکی وفات پر دال ہے ؛

قولہ۔ پانچویں دلیل (مسیح بنی اسرائیل کی طرف رسول بن کر آئے۔ اور جسقدر رسول بنی اسرائیل کی طرف آئے ہیں۔ وہ انسان ہیں۔ نتیجہ۔ مسیح انسان ہیں (۲) مسیح انسان ہیں۔ اور جسقدر انسان ہیں۔ تمام زمین پر ہیں۔ نتیجہ۔ مسیح زمین میں ہیں۔ اس قیاس مرکب کی دوسری جزو کا کبریٰ غلط ہے۔ اسلئے کہ ہر انسان کا زمین پر ہونا ممنوع ہے۔ کیونکہ بعض انسان مثلاً حضرت ادریس الیاس وغیرہ آسمان پر زندہ ہیں۔ اسلئے کلیہ نہ رہی۔ جب کلیہ کبریٰ اڑ گئی تو شکل اول نہ رہی ؛

اقول۔ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب موصوف نے رسالہ کو اونگھتے ہوئے پڑھا ہے۔ کیونکہ یقظانی حالت میں پڑھتے تو یہ اعتراض نہ ان کے قلم مبارک سے صادر ہوتا۔ پہلے رسالہ میں قرآن کریم سے یہ ثابت کر کے دکھلا دیا جا چکا ہے کہ آسمان پر کوئی نہیں جا سکتا۔ فیھا تحیون وفیھا تموتون (۲) ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین (۳) او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل کتاباً نقرؤہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشراً رسولاً۔

ہاں اگر مولوی صاحب موصوف آسمان کو انسانوں کی زندگی بسر کرنے کے لئے قرار گاہ ٹھیراتے ہیں۔ تو بدلائل واضحہ و بینہ ثابت کر کے دکھلائیں۔ ورنہ دعوے ہی دعوے چہ معنی دارد ؛

قولہ۔ چھٹی دلیل۔ (اگر مسیح زندہ ہوں۔ تو نتیجہ قرآن کے خلاف نکلیگا۔ اور وہ بذریعہ شکل اول اسطرح ہے مسیح زندہ ہیں۔ اور جو زندہ ہیں وہ کھانا کھاتے ہیں۔ نتیجہ۔ مسیح کھانا کھاتے ہیں) اس مذکور کا بھی کبریٰ غلط ہے یعنی جو زندہ ہیں وہ کھانا کھاتے ہیں" کیونکہ زندگی کے واسطے طعام لازم نہیں۔ ہزاروں چیزیں دنیا میں زندہ ہیں۔ اور کھانا نہیں کھاتیں۔ جیسے نباتات۔ اور اکثر حیوانات کا نپر طاعم کا لفظ لغۃً صادق نہیں آتا ؛

اقول۔ اس بچارے بھولے کو یہی فکر ہے کہ اور حیوانات کو بھی بھوکا رکھ کر اپنے ساتھ ملائیں۔ مثل مشہور ہے۔ ایک کبڑی بڑھیا کو کسی نے کہا تو کیا چاہتی ہے کیا تو سیدھی ہو جائے یا اور بھی تیرے جیسے ہو جاویں تو اسنے کہا کہ میں چاہتی ہوں سب میرے جیسے ہو جائیں سو یہی حال معترض صاحب کا ہے اب میں مولوی صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ وہ اکثر حیوانات جسپر طاعم کا لفظ لغۃً صادق نہیں آتا۔ آیندہ انکی چار پانچ مثالیں رقم فرمائیں۔ حالانکہ مولوی صاحب خود بھی حیوانات میں سے ایک حیوان ہیں۔ ایک مہینہ بھوکے رہ کر بتائیں تاہم بھی معلوم کر لیں کہ بعض کھانے کے محتاج نہیں ؛

رہا نباتات کہ وہ زندہ ہیں اور انپر طاعم کا لفظ لغۃً صادق نہیں آتا۔ میں کہتا ہوں کہ اسیطرح انپر حیوانیت کا لفظ لغۃً بھی صادق نہیں آتا۔ اگر وہ زندہ ہیں۔ تو آپ پر لازم ہے۔ کہ نباتات کی زندگی کو بدلائل واضحہ و بینہ قرآن و حدیث سے ثابت کریں۔ کیونکہ بحث قرآن و حدیث میں ہو رہی ہے اور نیز اسپر یہ سوال ہے کہ جو زندہ ہوتا ہے وہ حساس اور متحرک بالارادہ ہوتا ہے۔ لیکن نباتات ایسی نہیں ؛

پھر اگر ان کی حیات بقول آپکے تسلیم بھی کر لی جائے۔ تو یہی وہ غذا کے مفتقر ہیں۔ اور اپنی اپنی حالت کے مطابق وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تلخیص القرآن

فی

رمضان

(نوشتۂ اکمل)

نواں پارہ شروع ہوا

رکوع اوّل

۶۲۴۔ قد افترینا۔ جب اس دین کو چھوڑینگے جسے خدا کی طرف سے بتاتے تھے۔ تو دوسرے لفظوں میں اسکے یہ معنے ہونگے۔ کہ حضرت شعیب خدا پر افترا کرتے رہے۔ اس کی وحی سے نہیں تھا۔ جو کچھ فرماتے

۶۲۵۔ اذاً لخسرون۔ اس لئے کہ شعیب کو وہ کمزور سمجھتے۔ پس اسکے ساتھ جو ملتا ان کے نزدیک وہ نقصان اٹھانے والا تھا۔ دوم اسلئے کہ شعیب انکے مدمقابل تھے۔ اب ان لوگوں سے کہا۔ تم شعیب کے ساتھ ملوگے۔ تو ہم تمہیں بھی نقصان پہنچائینگے ٭

رکوع دوم

۶۲۶۔ بدلنا مکان السیئۃ الحسنۃ۔ یہاں سیئۃ کے معنے دکھ اور الحسنۃ کے سکھ۔ جزاؤ سیئۃ سیئۃ کے معنوں میں بھی اس سے مدد ملتی ہے۔

(۵ بجے)

رکوع سوم

(بعد از نماز عصر)

۶۲۷۔ فاذا ھی ثعبان۔ دوسرے موقعہ پر کانھا جان فرمایا۔ جس سے ثابت ہے کہ بوجہ مشابہت اہتزاز۔ ثعبان (بڑے سانپ) کو جان (چھوٹے سانپ) سے تشبیہ دی۔ لغت میں یہ بھی آیا ہے کہ ثعبان اور حیۃ مترادف ہیں۔ تیسرا جواب ہے کہ فرعون کے سامنے

ثعبان آیا ہے۔ اور جہاں صرف موسیٰ کو دکھایا۔ وہاں جان۔ کیونکہ اول الذکر کو ڈرانا مقصود تھا۔ دوسرے کو صرف نظارۂ قدرت دکھانا۔

میرے نزدیک یہ نظارہ کشف میں دکھایا گیا۔ اور ایسے کشوف بھی ہوتے ہیں۔ جنہیں صاحب کشف کے سوا دوسرے بھی دیکھتے ہیں۔

انشقاق قمر کا بھی ایسا ہی معاملہ تھا۔ اگر ظاہر میں چاند دو ٹکڑے ہوتا۔ تو رصد گاہوں سے (جن کی طرف لوگوں کی توجہ اس زمانے میں بہت تھی) ضرور شہادت ملتی۔ ایسے کشوف میں صرف نظارہ دکھا کر رعب ڈالنا ہی مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ ان میں ایک زبردست پیشگوئی ہوتی ہے۔

اس کشف میں یہ سمجھایا گیا کہ موسیٰ کی جماعت سانپ بن کر تم کو کھا جائیگی۔ اور اس کا دین روشن ہوگا۔ اور بے عیب ثابت ہوگا۔ اور اسکی تائید و نصرت بیّن ہوگی

رکوع چہارم

۶۲۸۔ سحروا اعین الناس۔ ایسا کام کیا۔ جس سے آنکھیں دھوکہ میں آگئیں ٭

۶۲۹۔ فاذا ھی تلقف۔ یہاں یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ سوٹا مار کر ان سپولیوں کی حقیقت واضح کر دی ٭

رکوع پنجم

۶۳۰۔ سنقتل۔ یہ دھمکی تھی۔ اس فرعون نے اسے پورا نہیں کیا۔ اس کا باپ ایسا کرتا تھا۔

چھٹا رکوع

۶۳۱۔ بالسنین۔ مصیبت کی گھڑیاں۔ دن رسال بھولتے نہیں۔ اسلئے قحط کو بھی سنین کہنے لگے۔

۶۳۲۔ طائرھم۔ اعمالنامہ۔ سبب خیر۔ سبب شر

۶۳۳۔ الطوفان۔ دیکھو خروج باب ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ (ب) القمل۔ ٹڈی بے پر۔ مچھر۔ سرسری۔ چیچڑ۔

۶۳۴۔ بما عھد عندك۔ ان دعاؤں کے ذریعے جو اُسنے تجھے سکھائی ہیں (۲) ان عہدوں کا واسطہ دیکر جو اس نے تجھ سے کئے ہیں ٭

۶۳۵۔ وتمت کلمۃ ربك۔ نجعلھم الائمۃ و نجعلھم الوارثین ٭

۶۳۶۔ اجعل لنا الٰھاً۔ صرف توجہ قائم رکھنے کے لئے ایک مجسمہ چاہا۔ توحید کا اثر تھا۔ اسلئے بہت سے بُت نہیں چاہے ٭

۶۳۷۔ وفی ذٰلکم بلاءٌ من ربکم۔ فرعونیوں کے زیر اثر رہ کر یہ تقریباً انہی کے ہم مذہب اور رسوم کے متبع ہو چکے تھے۔ جب ایسی سخت مصیبت پڑی تو یکدم سنبھلے۔ اور فرعونیوں سے نفرت ہو گئی۔ ہندوستان میں مسلمان بہت سی ہندوؤں کی رسمیں لے چکے ہیں۔ مگر آریہ سماج کی مخالفت سے اب اپنی قومیت کو قائم کرتے جاتے ہیں۔ عورتوں کو زندہ رکھنا بھی ایک انعام ہے۔ کہ نسل کشی نہ ہوئی ٭

ساتواں رکوع

۶۳۸۔ ثلثین لیلۃ۔ اصل معبود راتیں نہ تھیں بلکہ وہ چیز۔ پس اس کو خدا نے چالیس کے عدد سے پورا کیا ٭

۶۳۹۔ تتبّع سبیل المفسدین۔ ہوشیار کیا کہ یہاں کچھ مفسد رہتے ہیں۔ ان کے فریب میں نہ آنا ٭

۶۳۹۔ استقر مکانہ۔ چونکہ پہاڑ آج تک اپنی جگہ پر کھڑا ہے۔ ٹکڑے ہونا الگ بات ہے۔ اس لئے حضرت موسیٰ نے ضرور تجلی ربانی دیکھی۔ اور بے ہوش ہو کر گر پڑنے سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ کچھ دیکھا۔ جبھی یہ حالت ہوئی۔

۶۴۰۔ یأخذوا باحسنھا۔ ایک عزیمت ہوتی ہے ایک رخصت۔ تو محض رخصتوں ہی کو نہ لے بیٹھنا۔

۱۷ر جولائی ۱۹۱۷ء

آٹھواں رکوع

(شروع ۴ بجے)

۶۴۱۔ واتخذوا قوم موسیٰ من بعدہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منکر نبی کی مخالفت سے جو نقصان اٹھاتے ہیں۔ وہ بیان کر کے اب بتایا ہے کہ حقیقی ماننے والے وہی ہیں جو اس نبی کی تعلیم پر چلیں۔ دوسرے لوگ بھی خاسرین میں سے ہی ہیں ؛

۶۴۲۔ لا یکلمہم۔ حقیقی معبود تو کلام کرتا ہے۔ کسی زمانہ میں گونگا نہیں ہوتا۔ پھر وہ کلام ہدایت دینے والا ہو۔ پُر جلال ہو۔ اپنے اندر الوہیت کی طرف سے ہونے کے ثبوت رکھتا ہو ؛

۶۴۳۔ سقط فی ایدیہم۔ شرمندہ ہو گئے ؛

۶۴۴۔ والقی الالواح۔ القی کے معنوں کے متعلق بعض لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ لیکن یہ معمولی بات ہے۔ القی کے معنے رکھنے کے ہیں۔ اور پھینکنے کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ غصے میں زور سے رکھ دی ہوں۔ تو قوم کی تباہی کو دیکھتے ہوئے کیا حرج ہے۔ غصہ کوئی نفسانی تو تھا نہیں ؛

۶۴۵۔ یا ابنؤم۔ یہ محبت کی تحریک کے لئے کہا۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ ماں کے ہی بیٹے تھے۔

۶۴۶۔ استضعفونی۔ کمزور سمجھا۔ حکومت رُعب ہی سے چلتی ہے۔ جب کسی کو کمزور سمجھا جائے تو ریاست نہیں چلتی۔

۶۴۷۔ ولا تجعلنی۔ حضرت ہارون نے نہایت خوبی سے اپنی بریت کی۔ (۱) رحم کی تحریک کی۔ اپنی پوزیشن بتائی (۳) قوم کی حالت دکھائی۔ (۴) دشمنوں کی شماتت سے غیرت دلائی (۵) اپنی بریت کی کہ میں ان میں سے نہیں (ب) حضرت موسیٰ کے خطا نے بتا دیا کہ اپنے انتخاب کا کیا نتیجہ ہوتا ہے ؛

نواں رکوع

۶۴۸۔ فلما اخذتہم الرجفۃ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے الہام کے ساتھ قرآن مجید کی مانند دلائل نہ ہوتے تھے۔ اسلئے اسکے ساتھ ظاہری جلالی نشانات ہوتے تھے۔ مثلاً کلام سے پہلے زلزلہ عذاب بھیجے۔ اس لئے سفارش فرمائی ؛

دسواں رکوع

۶۴۹۔ النبی الامی۔ اُمّی یعنی اَن پڑھ۔ (۲) ام القریٰ سے تعلق رکھنے والا (۳) میرے نزدیک یہ معنے ہیں۔ اُم سے تعلق رکھنے والا یعنے معصوم گناہوں سے۔ جیسے گود کا بچہ

۶۵۰۔ مکتوباً۔ استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ جب انہوں نے کلام سننے سے انکار کیا۔ تو اس گستاخی کی سزا میں فرمایا کہ اب ان انعامات خاصہ کے وارث بنی اسمٰعیل ہونگے ؛

۶۵۱۔ عزّروہ۔ تقویت دیں۔ عزت دیں۔ تعظیم کریں۔ بچائیں ؛

۶۵۲۔ ویضع عنہم اصرھم۔ وہ عہد جن کے توڑنے کی وجہ سے وہ عذاب کے مستحق تھے اس نبی پر ایمان لاکر چھوٹ گئے۔ (۵ نمبر)

گیارہواں رکوع

۶۵۳۔ امۃ منہم۔ یہ اچھے لوگ نہ تھے۔ بلکہ درحقیقت انہی میں سے تھے۔ ٹلانے کے لئے کہدیا

۶۵۴۔ کونوا قردۃً۔ بندر بن جاؤ گے حقیقت نہیں رہے گی ؛

۶۵۵۔ وقطعنہم فی الارض۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ وہ سچ مچ بندر نہیں بنے تھے

۶۵۶۔ وورثوا۔ (۱) خوب سمجھ لیا تھا (۲) مٹا دیا۔ جو اس میں تھے۔ چھوڑ بیٹھے ؛

۶۵۷۔ نتقنا۔ ہلا دیا۔ زلزلہ زلزالاً کبیراً

بارہواں رکوع

۶۵۸۔ واذا اخذ ربّک۔ جو حدیث اس آیت کے متعلق بیان کی جاتی ہے۔ اس کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔ میرے نزدیک یہ نبیوں کے وقت ہوتا ہے آدم نہیں کہا۔ بلکہ نبی آدم فرمایا۔ ولعلہم یرجعون سے بھی ثابت ہے۔ کہ الست بربکم قالوا بلیٰ ؛

نبیوں کی معرفت ہوتا ہے۔ کوئی آکر یہ تو نہیں کہتا کہ اللہ نے مجھ سے جو وعدہ لیا تھا۔ وہ مجھے یاد آگیا۔ ایمان لاتا ہوں ؛

۶۵۹۔ ان یحل علیہ۔ اس پر پتھر مارنے کے لئے اُٹھائے (دکھ پہونچے تو بھی۔ سکھ پہونچے تو بھی زبان نکالتا ہے) اسی طرح وہ شخص بھی بے قرار ہی رہا۔ اطمینان نہ پایا۔ ایک واقعہ بھی ہوا ہے۔ مگر کوئی وجہ نہیں کہ بغیر اس واقعہ پر چسپان کرنے کے اس آیت کے معنے نہ ہو سکیں

تیرھواں رکوع

۶۶۰۔ ذرأنا۔ تیار کئے ہیں۔ وہ لوگ کون ہیں؟ بتا دیا۔ لھم قلوب الآیۃ۔ یعنے ہم نے ان کو تمام طاقتیں دی تھیں۔ انہوں نے غیر محل پر خرچ کیا۔ یا ان سے کام نہ لیا ؛

۶۶۶۔ بل ھم اضلّ۔ جانور کو اس کا آقا بلائے تو آجاتا ہے۔ مگر یہ خدا کی آواز پر لبیک نہیں کہتے

۶۶۷۔ الاسماء الحسنیٰ۔ مشرک بعض صفات کا مظہر بتوں کو ٹھہراتے ہیں۔ فرمایا۔ اللہ ہی کو پکارو جو ان صفات والا ہے نہ کہ صفات کے مظہر قرار دے کر الگ وجودوں کو۔

۶۶۸۔ واملی لھم۔ یہ اپنا رحم بتایا۔ میں ڈھیل دیتا ہوں۔ میری تدبیر پختہ ہے۔ پس سزا میں جلدی کی ضرورت نہیں کہ آخر قبضے میں ہیں ؛

۶۶۹۔ مابصاحبہم من جنّۃ۔ پہلے اس آدمی کے افعال اقوال پر غور کرتے۔ پھر الٰہی پیغام پر غور کرتے پھر دنیا کے انقلاب پر کہ اس امور کے لئے کیا کچھ ہو رہا ہے پھر اپنے حالات پر غور کرتے ؛

۶۷۰۔ حفیٌّ عنہا۔ بڑا واقف (ب) تو بھی اسی کی ٹوہ میں لگا رہتا ہے ؛

خطبات نور۔ حضرت حکیم الامۃ حاجی الحرمین مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے فرمودہ خطبات جمعہ و عیدین وغیرہ ہر دو حصے۔ چند نسخے باقی ہیں۔ قیمت ہر دو حصہ علاوہ محصول ملنے کا پتہ:۔ فاروق ایجنسی۔ قادیان (گورداسپور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بانی آریہ سماج کے اقوال میں تناقض

(از منشی فضل حسین صاحب مہاجر قادیان)

(نمبر ۳)

سوامی دیانند مہاراج کے اقوال میں جسقدر اختلافات ہیں۔ان کا کچھ نمونہ ہم گذشتہ دو نمبروں میں ناظرین فاروق کے سامنے پیش کر چکے ہیں۔اب تیسرے نمبر میں بھی کچھ عجائبات دیانندی دکھاتے ہیں:۔

(۸) ویدوں میں تین مضمون ہیں

نمبر ۲ کے تناقض نمبر ۷ میں سوامی جی کی کتب سے ہم نے دکھلایا تھا کہ کہیں تو سوامی جی ویدوں کی تعداد تین بیان کرتے ہیں۔اور کہیں چار۔ اسی طرح ویدوں کے مضامین کے معلوم کرنے میں بھی وہی مشکل درپیش ہے۔ ملاحظہ ہو۔ ایدیش منجری صد ۳۲ "ویدوں کے تین کانڈ (مضمون) ہیں۔کرم کانڈ اپاسنا کانڈ۔ گیان کانڈ" الخ

یہاں سوامی جی نے ویدوں کے مضامین کی تعداد تین فرمائی ہے ؎

ویدوں میں چار مضمون ہیں

مگر اسکے خلاف صاحب موصوف کی دوسری کتاب یعنی رگوید بھاش بھومکا کے صد ۲ پر مترجمہ بابو نہال سنگھ مترجمہ منشی رام بھگیا سو صد ۷ کو دیکھئے۔ تو وہاں چار ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"ویدوں میں چار مضامین ہیں۔ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔ گیان کانڈ۔ اپاسنا کانڈ۔ کرم کانڈ۔ اور وگیان کانڈ الخ"

ہماری طرح ناظرین میں سے بھی بعض ان مضامین کو پڑھ کر حیران ہوتے ہونگے۔ کہ ایک ہی مصنف اور پھر اسی کے اقوال میں اسقدر صریح تناقض پایا جائے؟ مگر خیر ہم اس تنقید کو فرصت کے وقت پر اٹھا رکھتے ہیں ابھی تو تناقضات کی فہرست ناظرین کی خدمت میں پیش کرنا ہمارا فرض ہے ؎

(۹) قدرتی اصول پرمیشور بھی بدل نہیں سکتا

"جو قدرتی اصول ہیں۔مثلاً آگ گرم۔ پانی ٹھنڈا اور مٹی وغیرہ تمام غیر ذی شعور ہیں۔ان کی طبعی صفت کو پرمیشور بھی نہیں پلٹ سکتا۔ پرمیشور کے اصول سچے اور مکمل ہیں۔اس لئے ان میں تبدیلی نہیں کر سکتا" ستیارتھ پرکاش صد ۲۴۶

پیارے ناظرین! اسجگہ سوامی جی نے جو گوہر افشانی فرمائی۔ آپنے دیکھ لی۔ یہ عقیدہ کیا خدا پرست جماعت کا ہو سکتا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ جس خدا نے آگ میں گرمی یا پانی میں ٹھنڈک کی صفت رکھی۔ کیا وہ دے سکتا ہے۔ لے نہیں سکتا یا اور طریق پر بدل نہیں سکتا۔ یا ماننا پڑے گا۔کہ یہ صفات اس نے دی ہی نہیں۔ بلکہ آگ یہی اپنی ذات و صفات میں خدا کی طرح قدیم ہے۔ ایسا عقیدہ رکھ کر تو انسان دہریت کے بالکل نزدیک پہونچ جاتا ہے ؎

ہم سوامی جی کے اس قول کا بطلان عقلی و نقلی دلائل سے اس جگہ کرتے۔ مگر مجبور ہیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ہم اصل مضمون سے دور ہو جائینگے اس لئے بہتر یہی ہے۔کہ اس نئے مضمون کو دوسرے وقت کے لئے چھوڑ کر اس جگہ صرف تناقضات ہی پیش کئے جاویں۔ غرض یہاں سوامی صاحب نے فرمایا کہ قدرتی اصول جو ہیں۔ اُن کو خدا بھی نہیں بدل سکتا۔ جیسے کہ آگ ہے۔ اگر اس میں کوئی چیز ڈالی جائے۔ تو وہ جل جائے گی وغیرہ۔ مگر ہم سوامی جی کا دوسرا قول اس کے خلاف پیش کرتے ہیں۔ جس کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ کسقدر متضاد بیانات سوامی جی کے کلام میں موجود ہیں۔ اور یہی ہم نے دکھلانا ہے

قدرتی اصول بدل گئے

"یکش نے آگ کے آگے تنکا ڈالا۔ اور آگ سے کہا کہ اس تنکے کو جلاوے آگ سے وہ تنکا نہ جل سکا۔ پھر ہوا سے کہا (کہ تو اس تنکا کو اڑا لے جا) تو وہ بھی اس تنکے کو نہ اڑا سکی الخ" بحوالہ کین اپنشد ایدیش منجری صد ۸۶

اے آریہ بھائیو! خدارا انصاف سے بتلانا۔ سوامی جی کے اقوال میں اب بھی تناقض مانو گے یا نہیں؟

(۱۰) پہلے خدا واحد تھا

"اس کائنات سے پہلے صرف ایک آتما (خدا) ہی تھا۔ اور دوسری چیز کوئی نہ تھی" بحوالہ اپنشد رگوید بھاش بھومکا صد ۵۳

یہاں سوامی جی نے اللہ تعالےٰ کو واحد مانا ہے۔ کہ پہلے صرف اکیلا وہی تھا۔ دوسری کوئی چیز یعنے نہ روح نہ مادہ کچھ نہ تھا۔ مگر افسوس! کہ دوسری جگہ اسکے خلاف بیان کر رہے ہیں ؎

پہلے خدا واحد نہ تھا

دوسری کتاب ستیارتھ پرکاش سے اس کے خلاف سن لو۔

"الیشور۔ پرکرتی۔ جیو۔ تینوں غیر پیدا شدہ ہیں یعنے ان کی کبھی پیدائش نہیں ہوئی۔ اور نہ کبھی پیدا ہوتے ہیں۔ گویا یہ تینوں اس عالم کے سبب یا علت ہیں۔ ان کی کوئی علت نہیں۔ ازلی جیو ازلی پرکرتی کا بھوگ کرتا ہوا اس میں پھنستا ہے الخ"

ستیارتھ پرکاش صد ۲۴۱

ناظرین پہلے حوالہ کو دیکھئے اور پھر اس عبارت کو ملاحظہ کیجئے۔ زمین و آسمان کا فرق نظر آ رہا ہے۔ وہاں مہاراج فرماتے ہیں کہ پہلے اکیلا خدا ہی تھا۔ دوسری چیز کوئی نہ تھی مگر یہاں آکر اسکی تردید کر کے تین اشیاء کو ازلی قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ اس جگہ اُپنشد کا ساتھ حوالہ لائے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہاں صرف اپنی من مانی عبارتیں ؛

(۱۱) آکاش غیر پیدا شدہ ہے

"درحقیقت آکاش کی پیدائش نہیں ہوتی ۔ کیونکہ آکاش کے بغیر پرکرتی اور پرمانو کہاں ٹھہر سکیں" ستیارتھ پرکاش صہ ۲۵۳

یہاں تو سوامی جی فرماتے ہیں کہ آکاش (خلاء) کی پیدائش نہیں ہوتی ۔ یہ غیر پیدا شدہ ہے ؛

آکاش پیدا شدہ ہے

دوسری کتاب میں اس کے برخلاف لکھتے ہیں :۔

"اس طرح اگنی کے رس سے پانی کو پیدا کیا ۔ اور آگ کو ہوا سے ۔ اور ہوا کو آکاش سے اور آکاش کو پرکرتی سے ۔ اور پرکرتی کو اپنی قدرت سے پیدا کیا" بھومکا صہ ۷۸

دیکھئے ۔ یہاں صاف مان لیا ہے کہ آکاش پیدا شدہ ہے ۔ اب آریہ صاحبان بتلائیے ۔ ہم آکاش کو پیدا شدہ تسلیم کریں یا غیر پیدا شدہ ازلی ؛

قاضی ظہور الحق صاحب کے چوتھے بھائی

قاضی ظہور الحق کا الحاق

نمبر ۷

قاضی ظہور الحق صاحب کہنے کو تو کہہ بیٹھے کہ میں اس پر غور کروں گا لیکن جب وہ تنہائی میں اسکے عواقب کو سوچنے لگے ۔ تو فوراً مہاشہ دھرم پال اور غلام حیدر معروف بہ سیتہ دیو دھرم ویر میرٹھی وغیرہ نو آریہ دوستوں کی روحانیت نے آکر آپ کے جوش کو ٹھنڈا کر دیا ۔ اور ساتھ ہی ترک وطن و خویش و اقارب کا بھی خیال آیا ۔ کیونکہ بعد تبدیل مذہب کے وہ اپنی جنم بھومی میں تو نہیں رہ سکتے تھے ۔ اور قرنہ کی طرف دھیان آتا تھا ۔ تو دل ڈوب جاتا تھا ۔ ایک یہ بھی تجویز سوچی کہ کیوں نہ کہدیا جاوے کہ اول دور شاہ اس بات کا ثبوت نہیں ۔ اور حال یہ ہے ۔ کہ اشعار اسکے اغلاط سے مالا مال ہیں ۔ جن کا اظہار بروقت حمی الوطیس ہوگا ۔ چنانچہ انہیں سے چند لحیم شحیم فی وقت الحاضر بیان کرتا ہوں :۔

اوّل ۔ شعر تاسعہ اعجازیہ "تکلم کالاجلاف من غیر فطنۃ" اس میں اجلاف بمعنی کمینہ صحیح نہیں ۔ غلط صریح ہے ۔

دوم شعر اربع عاشرہ (چودھواں) میں "وایدہم بروح امین فابشروا" کہلے ہے ۔ اور یہ شرک بطی ہے ۔ کیونکہ اللہ کے سوا کوئی مفعل تائید نہیں ہے ؛

سوم شعر ۔ مسدسہ عشرہ ۔ (سولھواں) "الی الجانب الغربی وابجنہ جمروا" میں جمروا کو جو لازم ہے متعدی بہ تعدی کر دیا ہے ؛

چہارم شعر المسدس العشرین (چھبیسواں) "رضوا بعد تکرار وبحث بثلثہا" میں بحث و ثلث دونو ساکن الدر میان لائے ہیں ۔ وا حال کہ عربی میں ان الفاظ کا وجود ہی نہیں ہے

پنجم شعر الثانی والسبعون (۷۲ واں) "ولا تحسونی مثل نعش لینکر" نعش کے معنے جنازہ کے لکھے ہیں ۔ حالانکہ ان معنوں میں مستعمل فی العرب نہیں

ششم شعر ۔ الثلاثی الہفتون (۷۳ واں) "اطوف لمرضاۃ الحبیب کہائم" ۔ اس مقام میں القاصد القصیدہ نے مرضاۃ بہ جزم الراء لکھا ہے ۔ حالانکہ اثنا عشریہ سنون اقامۃ فی العربیہ میں اس احقر نے ایسا مسموع نہیں کیا ۔ اس موقعہ پر ایک شاگرد لڑکی (جو اپنا سبق یاد کر رہی تھی) کی آواز پہونچی ۔ و من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضاۃ اللہ ۔ یہ حصہ سنکر ہمارے قاضی صاحب کچھ جھینپ گئے مگر اپنی کھنکار میں اسے مدغم کر دیا ۔ اور فرمایا ۔ سو خلاصہ یہ ہے کہ اس انواع کی الفبا غلوطیات ہیں ۔ جو میں کسی مجلس فضلاء میں پیش کر کر اتمام حجت کروں گا ۔ واللہ الموفق للحق والصواب ؛

پتہ مل گیا ۔ الحمد للہ علی احسانہ کہ اخی المکرم سردار محمد ایوب خان صاحب رسالدار کمیل کو رعہ ۵۵ کا وزندجکی تلاش کے لئے فاروق میں اشتہار دیا گیا تھا مل گیا ۔ اور عریضہ مذکور کا خاسردار صاحب کے نام پہنچ گیا ۔ چنانچہ سردار صاحب فیلڈ سروس سے اطلاع دیتے ہیں کہ ہمیں کہ وزندجکی مذکور محمد خان داد و خان کے پاس ہے ۔ اور واپسی کی وہ خاطر کنندہ ہے ۔ اور ہم دونوں کو بہت جلد واپس کر دیگا ۔ ہم سردار صاحب کے ممنون ہیں ۔ اور دعا گو ہیں کہ خدا وند کریم ان کو ہر قسم کی آفات سے محفوظ و مصئون رکھے ۔ آمین ۔ ۱۲ فروری کو ہمارے آقا و مولیٰ نے ہمیں